بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب مسلمان ایک قرآن کو مانتے ہیں، تو پھر نظریات الگ کیوں ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جب سب مسلمان ایک قرآن کو مانتے ہیں، تو پھر ان کے نظریات الگ کیوں ہیں؟

جواب

سوال میں نظریات کے الگ الگ ہونے سے مراد دو طرح کا اختلاف ہو سکتا ہے: ایک **عقائد کا اختلاف** اور دوسرا **فروعی وفقہی مسائل کا اختلاف**۔ اس لیے دونوں پہلوؤں کو الگ الگ سمجھنا ضروری ہے۔

عقائد کے اعتبار سے نظریات کا اختلاف

قرآنِ کریم ایک ہونے کے باوجود عقائد میں اختلاف اس لیے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے قرآن وسنت کو سمجھنے اور اُن سے عقائد اخذ کرنے میں مختلف طریقے اختیار کیے۔ دراصل صرف قرآن کو ماننے کا دعویٰ کافی نہیں، بلکہ اُس کے معانی ومفاہیم کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم و عمل اور امت کے متوارِث طریقے کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ اہلِ حق کے نزدیک درست عقائد وہی ہیں، جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد تھے اور جنہیں صحابہ کرام کے بعد تابعین، تبع تابعین اور امت کے بڑے گروہ نے اختیار کیا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے راستے پر چلنے کی تعلیم دی۔ اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں اختلاف کے وقت امت کے بڑے گروہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز نجات یافتہ جماعت کی یہ خصوصیت بیان ہوئی کہ وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے یعنی ان کے عقائد ونظریات پر قائم ہوگی۔ بیان کردہ طریقے کے خلاف جب بعض لوگوں نے قرآن وحدیث کی آیات وروایات کو اپنے مخصوص فکری اصولوں اور نظریات کی روشنی میں سمجھنا شروع کیا، تو اس طرح اعتقادی مسائل میں ان کی آراء، عام مسلمانوں کے متوارِث عقائد سے مختلف ہوتی گئیں اور یوں رفتہ رفتہ انہی اعتقادی اختلافات کی بنیاد پر مختلف فرقے وجود میں آ گئے۔ بہرحال قرآن وسنت سے ثابت شدہ بنیادی عقائد ونظریات اپنی اصل میں ایک ہی ہیں؛ ان میں اختلاف اہلِ حق کے متفقہ اور متوارث عقائد سے ہٹ جانے کی بنیاد پر پیدا ہوا۔

فروعی وفقہی مسائل کے اعتبار سے اختلاف:

اس پہلو کے اعتبار سے سب سے پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ چاروں مذاہب، یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے درمیان عقائد اور بنیادی دینی نظریات میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان کے درمیان اختلاف فقہی و فروعی مسائل میں ہے۔ یہ اختلافات بھی ائمۂ مجتہدین کے ایجاد کردہ نہیں، بلکہ قرآن و سنت سے احکام اَخذ کرنے اور نصوص کو سمجھنے میں ہونے والے اجتہادی اختلافات کا نتیجہ ہے، جن کی بنیاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ملتی ہے۔ اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے بنیادی مصادر یعنی جن سے شرعی احکام کا ثبوت ہوتا ہے، تو وہ قرآنِ کریم، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اجماع اور قیاس ہیں، اور ان سب کا اصل مرجع قرآن و سنت ہی ہیں۔ ان مصادر سے احکام اخذ کرتے وقت تمام مسائل کی نوعیت یکساں نہیں ہوتی۔ بعض احکام ایسے ہوتے ہیں جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہوتے ہیں، یعنی وہ یقینی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں اور ان کے الفاظ بھی اس قدر واضح ہوتے ہیں کہ ان سے کسی دوسرے معنی کا احتمال نہیں رہتا۔ اسی طرح جن مسائل پر امت کے فقہاء کا اجماع ہو چکا ہوتا ہے، وہ بھی شرعی اعتبار سے قطعی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسے احکام میں فقہاء کے درمیان اختلاف نہیں ہوتا، کیونکہ ان میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ البتہ شریعت کے بعض احکام ایسے ہیں جو اس درجے کے قطعی نہیں ہوتے، بلکہ ان میں اجتہاد اور غور و فکر کی گنجائش ہوتی ہے۔

یہ اختلاف قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں سے ہر ایک سے ثابت ہونے والے احکام میں ہو سکتا ہے، کیونکہ قرآنِ کریم اگرچہ ایک ہی ہے، لیکن اس کی تمام آیات دلالت کے اعتبار سے یکساں نہیں۔ بعض آیات واضح اور قطعی ہیں، جبکہ بعض میں ایک سے زیادہ احتمالات پائے جاتے ہیں۔ کبھی کسی لفظ کے لغوی یا عرفی معنی مختلف ہوتے ہیں، کبھی شانِ نزول کے بارے میں اختلاف ہوتا ہے، کبھی کسی حکم کے پہلے یا بعد میں نازل ہونے، عام و خاص، مطلق و مقید ہونے کا مسئلہ پیش آتا ہے۔ چنانچہ مجتہدین اپنے علمی اصول اور دیگر شرعی دلائل کی روشنی میں ان احتمالات میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں، جس سے فروعی مسائل میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح احادیث سے حکم اَخذ کرنے میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ کبھی یہ اختلاف حدیث کے ثبوت و سند کے اعتبار سے ہوتا ہے، مثلاً راویوں کی ثقاہت اور سند کی قوت و ضعف میں اختلاف، اور کبھی حدیث کے مفہوم و دلالت کو سمجھنے میں اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات دو احادیث میں بظاہر تعارض محسوس ہوتا ہے، تو مجتہدین علماء ناسخ و منسوخ، تطبیق و تاویل، اقوالِ صحابہ اور ان کے عمل کی روشنی میں کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن و سنت سے ثابت شدہ بنیادی عقائد و نظریات میں اہلِ حق کے ہاں کوئی اختلاف نہیں، البتہ بعض لوگوں کے متفقہ اور متوارث عقائد سے انحراف کرنے اور اپنی عقل سے نصوص کی مختلف تاویلات کرنے کے نتیجے میں اعتقادی اختلافات پیدا ہوئے جو کہ شرعاً مذموم ہیں۔ رہے فروعی و فقہی مسائل کے اختلافات، تو نصوص کے فہم، دلالت اور اجتہاد کے اختلاف کی وجہ سے ائمۂ مجتہدین کی مختلف آراء سامنے آئیں، اور یہ اختلاف شرعاً قابلِ گنجائش بلکہ امت کے لیے وسعت اور آسانی کا سبب ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلنے کی مذمت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ

مَصِيْرًا﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "اور جو اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت بالکل واضح ہو چکی رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔" (پارہ 5، سورۃ النساء : 115)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے : "اس آیت میں دو چیزوں سے منع کیا گیا ہے جو حقیقت میں ایک ہیں۔ پہلی چیز کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت جائز نہیں اور دوسری بات کہ مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلنا جائز نہیں، کیونکہ مسلمانوں کا راستہ اطاعت رسول کا راستہ ہے تو اس سے ہٹنا اطاعتِ رسول سے ہٹنا ہو گا۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کا اجماع و اتفاق حجت و دلیل ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں جیسا کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں۔ (مدارک، النساء، تحت الآیۃ : ۱۱۵، ص ۲۵۳) نیز اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جماعت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہاتھ ہے۔ (نسائی، کتاب تحریم الدم، قتل من فارق الجماعۃ۔۔۔ الخ، ص ٦٥٦، الحدیث : ۴۰۲۷) ایک اور حدیث میں ہے کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو اس گروہ سے جدا ہوا وہ جہنم میں گرا۔ (مستدرک، کتاب العلم، من شذّ شذّ فی النار، ۱/۳۱۷، الحدیث : ۴۰۳) اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہلِ سنت و جماعت ہے کیونکہ یہی مسلمانوں کی اکثریت کا ہے اور یہی بڑی جماعت ہے۔ (تفسیر صراط الجنان، جلد2، صفحہ 308، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سنن ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے : "إن أمتي ستفترق على ثنتين وسبعين فرقة، كلها في النار إلا واحدة، وهي الجماعة" ترجمہ : بیشک میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب کے سب دوزخ میں ہوں گے، سوائے ایک کے اور وہ جماعت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جلد5، صفحہ 130، رقم الحدیث : 3993، دار الرسالۃ العالمیۃ)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ المناجیح میں ارشاد فرماتے ہیں : "جنتی ہونے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے : سنت کی پیروی اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا۔ اسی لیئے ہمارے مذہب کا نام اہل سنت والجماعت ہے۔ جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جس میں فقہاء، علماء، صوفیاء اور اولیاء اللہ ہیں۔ الحمد للہ! یہ شرف بھی اہلسنت ہی کو حاصل ہے، سوا اس فرقہ کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں۔ خیال رہے کہ یہ ۷۳ کا عدد اصولی فرقوں کا ہے کہ اصولی فرقہ ایک جنتی اور ۷۲ جہنمی۔ چنانچہ اہل سنت میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی ایسے ہی اشاعرہ، ماتریدیہ سب داخل ہیں کہ عقائد سب کے ایک ہی ہیں اور ان سب کا شمار ایک ہی فرقہ میں ہے۔ ایسے ہی بہتر ناری فرقوں کا حال ہے کہ ان میں ایک ایک فرقے کے بہت ٹولے ہیں۔" (مراۃ المناجیح، جلد1، صفحہ 171، 170، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

فروعی مسائل میں اختلاف رحمت ہے، چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار میں لکھتے ہیں : "إن اختلاف أئمة الهدى توسعة للناس كما في أول التتارخانية، وهذا يشير إلى الحديث المشهور على ألسنة الناس، وهو «اختلاف أمتي رحمة»۔۔۔ و نقل السيوطي عن عمر بن عبد العزيز أنه كان يقول: ما سرني لو أن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا؛ لأنهم لو

لم يختلفوا لم تكن رخصة، وأخرج الخطيب أن هارون الرشيد قال لمالك بن أنس: يا أبا عبد اللہ نكتب هذه الكتب يعني مؤلفات الإمام مالك ونفرقها في آفاق الإسلام لنحمل عليها الأمة، قال: يا أمير المؤمنين، إن اختلاف العلماء رحمة من اللہ تعالى على هذه الأمة، كل يتبع ما صح عنده، وكلهم على هدى، وكل يريد اللہ تعالى" ترجمہ: ائمہ ہدایت کا باہمی اختلاف لوگوں کے لیے وسعت اور آسانی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ تاتارخانیہ کے شروع میں ہے۔ اس سے اس مشہور حدیث کی طرف اشارہ ملتا ہے جو لوگوں کی زبانوں پر عام ہے: "میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔"۔۔۔ امام سیوطی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: "مجھے یہ بات پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اختلاف نہ کیا ہوتا؛ کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے تو لوگوں کے لیے رخصت اور آسانی نہ ہوتی۔" اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے عرض کیا: "اے ابو عبد اللہ! کیا ہم آپ کی یہ کتابیں، یعنی امام مالک کی تصانیف، لکھوا کر اسلامی ممالک کے مختلف علاقوں میں پھیلا دیں اور پوری امت کو انہی کے مطابق عمل کرنے کا پابند کر دیں؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "اے امیر المؤمنین! علماء کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے رحمت ہے۔ ہر شخص اس قول کی پیروی کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ثابت ہوا، اور وہ سب ہدایت پر ہیں، اور ہر ایک کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد 1، صفحہ 160-162، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1311

تاریخ اجراء: 10 ربیع الاول 1448ھ/24 اگست 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net